سوال

(147)زادالیقین فی تحقیق بعض روایات التامین

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیاامام اور مقتدیوں کاجہری نمازوں میں بلند آواز سے آمین کہناثابت ہے؟دلیل سے جواب دیں۔(ایک سائل)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آمین بالجہر کی چند صحیح وحسن روایات درج ذیل ہیں۔

1۔قال الامام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ:

"قال الامام ابوداود رحمة الله: حدثنا محمد بن كثير: اخبرنا سفيان عن سلمة، عن حجر أبي العنبس الحضرمي، أن وائل بن حجر قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قرأ وَلاَ الضَّالِّينَ قال آمين ورفع بها صوته"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولاالضالین کی قرآءت کے بعد آمین کہتے اور اپنی آواز اس کے ساتھ بلند فرماتے تھے۔(سنن ابی داوٗدج1ص142،141،ح932باب التامین دراءالامام)

یہ روایت مسند الدارمی(ج1ص284ح،1250)میں بھی اسی سند سے موجود ہے،وہاں "ویرفع بها صوته" کے الفاظ ہیں اور ترجمہ بھی الفاظ کے مطابق لکھا گیا ہے۔

سند کا تعارف

1۔محمد بن کثیر العبدی البصری صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ وصحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے راوی ہیں۔ان کی صحیح بخاری میں ساٹھ(60)سے زائد روایتیں ہیں۔(مفتاح صحیح البخاری ص156)

صحیح مسلم میں ان کی حدیث(ج2ص244ح2269کتاب الرؤیا باب فی تاویل الرؤیا)میں موجود ہے۔ان پر امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کی جرح مردود ہے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : "ثقۃ، ولم یصب من ضعفہ" (تقریب التہذیب : 6252)

(بعض کہتے ہیں کہ) ابن معین کی جرح محمد بن کثیر المصیصی کے بارے میں ہے۔ (حاشیہ میزان الاعتدال ج4ص18)

المصیصی دوسرا شخص تھا محمد بن العبدی کی متابعت ابو داوٗد الحفری (السنن الکبری للبیھقی ج4ص57) اور الفریابی (سنن دار قطنی ج1ص333) نے کردی ہے۔ والحمدللہ۔

(2) سفیان بن سعید الثوری، صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ و صحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے مرکزی راوی ہیں اور کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ ان کی تدلیس کی بحث آگے آرہی ہے۔

3۔ سلمہ بن کہیل صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ و صحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے مرکزی راوی ہیں اور "ثقہ" ہیں (التقریب : 2508)

4۔ حجر ابو العنبس "ثقہ" ہیں (الکاشف للذہبی ج1ص150)

انھیں خطیب بغدادی نے ثقہ کہا ہے۔

5۔ وائل بن حجر مشہور صحابی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ والحمدللہ۔

(ایک اعتراض کا جواب)

پرائمری ماسٹر : محمد امین صفدر اوکاڑی حیاتی دیوبندی نے لکھا ہے۔

"حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ابو داوٗد رحمۃ اللہ علیہ سے جو پیش کرتے ہیں نہ صحیح ہے، کیونکہ اس میں سفیان مدلس علاء بن صالح شیعہ محمد بن کثیر ضعیف ہے۔ نہ دوام میں صریح ہے"

(مجموعہ رسائل ج3ص331 طبع اول، غیر مقلدین کی غیر مستند نماز، حوالہ نمبر 87، تجلیات، صفدر ج5ص470)

جواب نمبر1۔ سفیان بن سعید الثوری کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :

"لا أعرف لسفيان الثوري عن حبيب بن أبي ثابت ولا عن سلمة بن كهيل ولا عن منصور وذكر مشائخ كثيرة لا أعرف لسفيان عن هؤلاء تدليساً ما اقل تدليسه" (علل الترمذی الکبیر ج2ص966)

یعنی سفیان ثوری، سلمہ کہیل سے تدلیس نہیں کرتے تھے۔

جواب نمبر2۔ آل تقلید کے نزدیک یہاں تدلیس مضر نہیں ہے۔ ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے کہا :

"والتدليس والارسال في القرون الثلاثة لا يضر عندنا"

قرون ثلاثہ (صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے دور میں) ہمارے نزدیک تدلیس اور ارسال (مرسل روایت ہونا) مضر نہیں ہے۔ (اعلاء السنن ج1ص313)

جواب۔ نمبر3۔ سفیان ثوری ترک رفع یدین والی حدیث المنسوب الی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بنیادی راوی ہیں اور "عن" سے روایت کر رہے ہیں۔ دیوبندی اور بریلوی حضرات کا سفیان کی یہاں تدلیس کے بارے میں کیا خیال ہے؟

ابو بلال محمد اسماعیل جھنگوی دیوبندی کی "تحفہ اہل حدیث حصہ دوم" (ص154،155) بھی دیکھ لیں۔

باقی جوابات کو اختصار کی وجہ سے حذف کر رہا ہوں مثلاً یحییٰ بن سعید القطان کی سفیان ثوری سے روایت وغیرہ العلاء بن صالح ہماری مذکورہ روایت کی سند میں ہے ہی نہیں اور محمد بن کثیر العبدی کو ضعیف کہنا مردود ہے جیسا کہ سابقہ صفحے پر گزرچکا ہے۔ یاد رہے کہ راوی کے تعین کےلیے اس کے شیوخ وتلامیذ کو مدنظر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ ایک روایت میں امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:"

"حدثنا محمد بن کثیر عن سفیان عن منصور"

تو خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی نے کہا:

"(حدثنا محمد بن کثیر) العبدي ابو عبداللہ البصري قال ابن معین :لم یکن بثقۃ وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال احمد بن ح نبل رحمۃ اللہ علیہ :ثقۃ"(بذل المحمود ج1ص139ح55)

ابن معین کی جرح مردود ہے جیسا کہ سابقہ صفحے پر گزرچکا ہے۔

1۔ عمل صحابہ اور مخالفین آمین بالجہر کے پاس عدم دلیل کی بنا پر یہ صحیح حدیث دوام پر دلیل ہے۔ والحمدللہ۔

2۔ العلاء بن صالح پر جرح بھی مردود ہے،جمہور محدثین نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے لہٰذا ان کی حدیث حسن لذاتہ ہے۔

2۔ امام ابن ماجہ القزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :"مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ، مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِينِ"

(سنن ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ ج1ص278ح856،وسندہ صحیح)

اسے منذری (متوفی656ھ) اور بوصیری دونوں نے صحیح کہا ہے۔ (الترغیب والترہیب ج1ص328وزوائد سنن ابن ماجہ للبوصیری)

سند کا تعارف

1۔ اسحاق بن منصور بن بہرام الکوسج ابو یعقوب التیمی، المروزی نزیل نیسابور۔

(تہذیب الکمال للمزی ج2ص74،75)

صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ و صحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے راوی "ثقہ ثبت" ہیں۔ (التقریب :384)

2۔ عبدالصمد بن عبدالوارث بن سعید العنبری صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ و صحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے راوی اور "صدوق ثبت فی شبہ "تھے۔ (التقریب :4080)

ان کے بارے میں عبدالباقی بن قانع (ضعیف) نے کہا: "ثقہ یخطئ" (تہذیب التہذیب ج6ص292)

یہ جرح مردود ہے۔

3۔ حماد بن سلمہ صحیح مسلم کے راوی ہیں۔جمہور محدثین نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔ ان پر جرح مردود ہے۔ حماد بن سلمہ سے عبدالصمد کی روایت صحیح مسلم (کتاب الجہاد باب استحباب الدعاء عند لقاء العدوح1743) میں موجود ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ عبد الصمد کا حماد سے سماع قبل از اختلاط و تغیر ہے۔ دیکھئے مقدمۃ ابن الصلاح مع شرح العراقی (ص366، النوع: 62) لہٰذا اختلاط و تغیر کا الزام بھی مردود ہے۔ خالد بن عبداللہ الطحان نے یہی حدیث سہیل سے بیان کر رکھی ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ ج1ص288ح574)

4۔ سہیل بن ابی صالح، صحیح مسلم کے راوی: صدوق، تغیر حفظہ باخرہ، روی لہ البخاری مقرونا وتعلیقا ہیں۔ (التقریب: 2675)

سہیل بن ابی صالح سے حماد بن سلمہ کی روایت صحیح مسلم (کتاب البر والصلہ باب النہی عن قول ہلک الناس ح2623) پر موجود ہے جو اس کی دلیل ہے کہ حماد کا سہیل سے سماع قبل از اختلاط ہے۔ لہٰذا سہیل پر "تغیر حفظہ باخرہ" والی جرح یہاں مردود ہے۔

5۔ ابو صالح ذکوان، صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ و صحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے راوی اور "ثقہ ثبت" ہیں۔ (التقریب: 1841)

6۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی ہیں۔

ثابت ہوا کہ اس روایت کی سند صحیح ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہودی لوگ مسلمانوں سے دو (اہم) باتوں پر حسد کرتے تھے۔

1۔ ایک دوسرے کو السلام علیکم کہنا۔ 2۔ آمین کہنا۔ یہ ظاہر ہے کہ وہ سلام اور آمین سنتے تھے لہٰذا اسی وجہ سے حسد کرتے تھے۔

3۔ خطیب بغدادی نے تاریخ (11/43) اور ضیاء المقدسی نے المختارۃ (5/107ح1730، 17129) میں سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ (الفاظ خطیب کے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إن الیهود لیحسدونكم علی السلام والتأمین"

"بے شک یہود تم سے سلام اور آمین کی وجہ سے حسد کرتے ہیں" اس کے سارے راوی ثقہ وصدوق ہیں اور اس کی سند صحیح ہے۔

ان روایات کی تائید میں عرض ہے کہ ایک روایت میں اس حسد کی وجہ مسلمانوں کا "وقولهم خلف إمامهم في المكتوبة" امام کے پیچھے آمین کہنا ہے۔

(الترغیب والترہیب ج1ص329، 328، وقال "باسناد حسن" مجمع الزوائد ج2ص113 وقال: اسنادہ حسن)

اس طرح آمین بالجہر کی اور بھی بہت ساری روایات ہیں۔ دیکھئے میری کتاب "القول المتین فی الجہر بالتامین" ان احادیث سے معلوم ہوا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دعوی بالکل صحیح ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آمین بالجہر کہنا متواتر احادیث سے ثابت ہے۔" مانعین کے پیش کردہ دلائل وغیرہ صریح مبہم ضعیف اور بلا سند ہیں لہٰذا صحیح و متواتر احادیث کے مقابلے میں مردود و باطل ہیں۔

(صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کا عمل)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا :

"عن نافع عن ابن عمر کان : إذا کان مع الإمام یقرأ بأم القرآن فأمن الناس أمن ابن عمر ورأی تلک السنة"

"محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں حدیث بیان کی (کہا) ہمیں ابوسعید الجعفی نے حدیث بیان کی (کہا) مجھے ابن وہب نے حدیث بیان کی (کہا) مجھے اسامہ بن زید نے نافع رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کی کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب امام کے ساتھ نماز پڑھتے سورۃ فاتحہ پڑھتے پھر لوگ آمین کہتے تو آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی آمین کہتے اور اسے سنت قرار دیتے۔ (صحیح ابن خزیمہ 1 رحمۃ اللہ علیہ/287، ح572)

سند کی تحقیق

نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "ثقہ ثبت فقیہ مشہور" (التقریب : 7086)

اسامہ بن زید (اللیثی ابوزید المدنی) صحیح مسلم کے راوی اور عندا لجمہور ثقہ وصدوق تھے۔ ابن وہب عن اسامہ بن زید عن نافع عن ابن عمر کی سند سے متعدد روایات صحیح مسلم میں موجود ہیں۔ (راجع تحفۃ الاشراف للمزی 6/54،55)

ان پر یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، نسائی رحمۃ اللہ علیہ، البرقی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو العرب رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کی ہے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ العجلی رحمۃ اللہ علیہ، مسلم رحمۃ اللہ علیہ، ابن حبان "وقال یخطی" ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ اور یعقوب رحمۃ اللہ علیہ ابن سفیان رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم نے ثقہ صدوق و صحیح الحدیث کہا ہے۔ الحاکم رحمۃ اللہ علیہ اور ابو علی الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا۔ ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ان کی حدیث کی تصحیح کی ہے۔

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے :

"ویروی عنہ ابن وہب نسخة صالحة"

(مخلصاً من تہذیب الکمال مع الہامش 2/347۔351، وتہذیب التہذیب 1/209،210 وغیرہما)

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : "الامام العالم الصدوق" (سیر اعلام النبلاء 6/342)

اور کہا : "صدوق قوی الحدیث والظاہر انہ ثقہ" (معرفۃ الرواۃ المتکلم فیہم لایوجب الرد للذہبی ص64 رقم26)

بوصیری نے الزوائد میں ان کی ایک حدیث کو صحیح قرار دیا۔ (سنن ابن ماجہ 2/1014ح3052)

زیلعی حنفی نے اس کی ایک حدیث کو حسن کہا : (نصب الرایۃ 3/162)

علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : "کان عندنا ثقہ" (سوالات محمد بن عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ رقم103 ص98)

محمد بن عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں اور ان پر جروح مردود ہیں۔

دیکھئے میری کتاب "

"الأسانید الصحیحۃ فی أخبار الاِمام أبی حنیفۃ"

(ص81اور تحقیقی مقالات (ج1ص475)

شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سید الناس سے نقل کیا کہ "اسنادہ حسن" (تعلیق المغنی 1/252) یعنی اس کی ایک روایت بلحاظ سند حسن ہے۔

خلاصہ یہ کہ جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق تھے لہٰذا ان کی حدیث حسن ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"وقد یرتقی حدیثہ اِلی رتبۃ الحسن"

اوران کی حدیث حسن کے رتبے تک پہنچ جاتی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء 6/343)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "صدوق یھم" (التقریب: 317)

حافظ صاحب امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک راوی کے بارے میں میں نقل کرتے ہیں۔

"لم أرلہ متنا منکرا ربما یھم وھو حسن الحدیث انتھی"

(الکامل لابن عدی 3/1178، لسان المیزان 3/69)

معلوم ہوا کہ یھم والی روایت کا راوی حسن الحدیث ہوتا ہے (بشرطیکہ اس کے موثقین زیادہ ہوں اور روایت مذکورہ میں اس کا وہم ہونا ثابت نہ ہو۔)

دیوبندیوں کا اصول ہے کہ مختلف فیہ راوی کی حدیث حسن ہوتی ہے۔ ظفر احمد تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

"حسن وکذا اِذا کان الراوي مختلفاً فیہ وثقہ بعضھم ، وضعفہ بعضھم فھو حسن الحدیث"

"اور اس طرح اگر راوی میں اختلاف ہو، بعض نے اس کی توثیق کی ہو اور بعض نے ضعیف قرار دیا ہو تو وہ حسن الحدیث ہوتا ہے۔ (قواعد فی علوم الحدیث ص46مع تحقیق ابی غدۃ الحنفی)

اوراسامہ بھی مختلف فیہ راوی ہیں۔ بعض نے جرح کی اور اکثر وجمہور علماء نے انھیں ثقہ قرار دیا لہٰذا ان کی حدیث بذات کو دحسن ہے واللہ اعلم۔

ابن وہب کتب ستہ کے راوی اور ثقہ حافظ عابد ہیں۔ (التقریب: 3694)

ابو سعید (یحییٰ بن سلیمان) الجعفی، صحیح بخاری کے راوی ہیں ان سے ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کی۔ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ صرف ثقہ سے روایت کرتے ہیں۔ (لسان المیزان 2/416)

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔ (کتاب الثقات 9/263 وقال : ربما اغرب)

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : "ثقہ"

مسلمہ بن قاسم نے کہا :

"لا باس بہ وکان عند العقیلی ثقۃ ولہ احادیث مناکیر"

(مسلمہ بذات خود ضعیف ہے)

ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ان سے روایت کی ہے ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : "شیخ" ان کے مقابلے میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : "لیس بثقۃ"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : "صدوق یخطی" (مخلصا من تہذیب التہذیب 11/227 وتقریب التہذیب : 7564)

جمہور کے مقابلے میں یہ جرح مردود ہے لہذا ابو سعید الجعفی کی حدیث حسن لذاتہ ہے۔

ان کے شاگرد محمد بن یحییٰ (الذہلی) ثقہ حافظ جلیل تھے۔ (التقریب : 6387)

خلاصہ یہ کہ حدیث بلحاظ سند حسن ہے۔ لہٰذا شیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کا اسے اسناد ضعیف کہنا قرین صواب نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

"وروینا عن ابن عمر رضی اللہ عنہ "أنہ کان یرفع بہا صوتہ ، إما ما کان أو مأموما"

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام ہوتے یا مقتدی (دونوں صورتوں میں) آمین بلند آواز سے کہتے تھے۔ (السنن الکبری 2/59)

ان کا غالباً اس حدیث کی طرف اشارہ ہے :

"وقال نافع : کان ابن عمر لا یدعہ ، ویحضہم ، وسمعت منہ فی ذلک خبراً"

نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا : ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آمین (کہنا) نہیں چھوڑتے تھے اور انھیں (اپنے شاگردوں کو) اس کی ترغیب دیتے تھے اور میں نے اس سلسلہ میں ان سے ایک خبر سنی ہے۔ (بخاری مع فتح الباری 2/209)

بعض روایات میں ہے کہ میں نے خیر سنی ہے۔

یہ روایت مصنف عبدالرازق (2641) میں موصولاً موجود ہے۔

تنبیہ :

مصنف عبدالرزاق (2/97) میں ابن خریج کے بعد "اخبرت نافع" چھپ گیا ہے۔ جبکہ صحیح "اخبرنی نافع" ہے جیسا کہ فتح الباری (2/209) میں ہے۔

فوائد بن معین میں صحیح سند کے ساتھ نافع سے روایت ہے۔

"قول ابن جریج: أُخبرتُ عن نافع أن ابن عمر کان إذا ختم أمّ القرآن قال: «آمین»، لا یدع أن یؤمن إذا ختمها، ویحضهم علی قولها قال: وسمعت منه فی ذلک خبرا"

"ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سورۃ فاتحہ ختم کرتے تو آمین (کہنا) نہ چھوڑتے، جب فاتحہ ختم کرتے تو آمین کہتے اور اسے کہنے کی ترغیب دیتے، میں نے ان سے اس کے متعلق ایک روایت بھی سنی ہے۔

روایت ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تغلیق التعلیق (2/319) میں اپنی سند کے ساتھ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہے۔

میرے اس مضمون کا صرف وہی جواب قابل مسموع ہوگا جس میں اس مضمون کے مکمل متن کو درج کر کے ہر مطلوبہ بات کا جواب دیا جائے گا۔ اس شرط کی عدم موجودگی والا جواب شروع سے ہی مردود سمجھا جائے گا۔

"وَالْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ"

یاد رہے کہ یہ شرط کتاب اللہ کے مخالف نہیں ہے بلکہ عین تحقیق مطلوب ہے تاکہ مخالف شخص اصل بحث سے ہٹ کر ادھر اُدھر کی باتیں نہ چھیڑ دے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے میری کتاب "القول المتین فی الجہر بالتامین"

تنبیہ:

اس مضمون "زاد الیقین فی تحقیق بعض روایات التامین" کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ (18 ستمبر 2004ء

لہٰذا عامۃ المسلمین کے فائدے کے لیے اسے ماہنامہ "الحدیث" میں شائع کیا جا رہا ہے۔ (16/شعبان 1423ھ بمطابق 23/اکتوبر 2002ء) (الحدیث: 7)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد 1۔ کتاب الصلاۃ۔ صفحہ 334

محدث فتویٰ